بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پارہ نمبر:11

منافقین کے لیے تین احکامات:(94تا96)

جو منافقین جہاد میں نہیں گئے اور اس پر جھوٹے عذر پیش کر رہے تھے ان منافقین کے بارے میں تین حکم دیے گئے ہیں:

1: آپ ان سے کہہ دیجیے کہ بیکار اور جھوٹے عذر پیش نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہارے تمام حالات وواقعات سے آگاہ فرمادیا ہے کہ تم جھوٹے ہو۔

2: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا جارہا ہے کہ آپ ان سے اعراض کریں یعنی نہ ہی ان پر ملامت کریں اور نہ ہی ان سے تعلقات رکھیں۔

3: منافقین قسمیں کھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کی کوشش کریں گے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے راضی نہیں ہونا۔

سات مؤمنین مخلصین کی قبولِ توبہ:(102)

جو مسلمان غزوہ تبوک میں شریک نہ ہوسکے وہ دس تھے۔ ان میں سے اس آیت میں سات حضرات کا ذکر ہے جنہیں اپنی غلطی پر ندامت ہوئی اور انہوں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی غزوہ تبوک سے واپسی سے پہلے اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ستونوں سے باندھ لیا تھا یہ کہہ کر جب تک خود اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں معاف کرکے نہیں کھولیں گے اس وقت تک ہم یہیں بندھے رہیں گے۔ پھر ان کی توبہ قبول ہوئی اور انہیں کھول دیا گیا۔ بقیہ تین کا ذکر آگے آرہا ہے۔

مسجد ضرار:(107)

یہاں منافقین کی ایک خطرناک سازش کا ذکر ہے۔ انہوں نے مسجد کے نام

پر ایک عمارت تعمیر کی جس کا مقصد ایک ایسا محاذ بنانا تھا جس کے ذریعے مسلمانوں کو نقصان پہنچایا جائے، مسلمانوں کی جمعیت کو توڑا جائے، اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کو پناہ دی جائے وغیرہ۔ انہوں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ کسی وقت تشریف لا کر نماز پڑھیں تا کہ اسے برکت حاصل ہو! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے چاہا تو میں غزوہ تبوک سے واپسی پر آؤں گا۔ غزوہ تبوک سے واپس پہنچنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اس کی حقیقت کھول دی اور نماز پڑھنے سے بھی منع فرما دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو صحابہ کرام کو بھیج کر اس عمارت کو منہدم کروا دیا۔

مسجد قباء و اہل قباء:(108)

اس کے مقابلے میں مسجد قباء کی فضیلت بیان فرمائی جس کی بنیاد تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی پر ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے مدینہ ہجرت کر کے تشریف لائے تو اس وقت کچھ دن قباء میں قیام کے دوران اس مسجد قباء کی بنیاد رکھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اہل قباء کی تعریف فرمائی کہ مسجدِ قباء میں نماز پڑھنے والے ایسے لوگ ہیں جو ظاہری اور باطنی پاکیزگی و صفائی کا خوب اہتمام فرماتے ہیں۔

بیعت عقبہ:(111)

پہلے بغیر عذر جہاد سے رکنے کی مذمت کا ذکر تھا، اب مجاہدین کی فضیلت کا بیان ہے۔ اس آیت میں بیعت عقبہ کا ذکر ہے۔ بعثت نبوی کے تیرھویں سال تیسری مرتبہ یہاں مدینہ منورہ سے آئے ہوئے ستر مرد و خواتین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت اور خصوصی طور پر جہاد اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت و حمایت کرنے پر بیعت کی۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا کہ اگر ہم اس پر عمل کریں تو ہمیں کیا ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا جنت ملے گی۔ انہوں نے کہا ہم اس سودے پر راضی ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں سے جنت کے بدلے میں ان کی جان ومال خرید لیے ہیں۔

بقیہ تین مؤمنین مخلصین کی قبولِ توبہ:(117)

اس آیت میں مؤمنین مخلصین میں سے تین حضرات (مرارہ بن ربیع العمری، ہلال بن امیہ واقفی اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہم) کا ذکر ہے جو غزوہ تبوک میں شریک ہونے سے رہ گئے تھے۔ انہوں نے صاف صاف اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی غلطی کا اعتراف کیا تھا۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے بارے میں کوئی حکم نہیں آتا تب تک ان کا معاشرتی بائیکاٹ کیا جائے یہاں تک کہ بیویوں سے بھی الگ رہنے کا حکم دیا گیا۔ بالآخر پچاس دن کے بعد اللہ تعالیٰ اس آیت میں ان کی توبہ قبول ہونے کو بیان فرمایا۔

متقی بننے کا نسخہ:(119)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایمان والوں کو متقی بننے کا بہترین نسخہ دیا ہے۔ فرمایا اگر تم متقی بننا چاہتے ہو تو متقین کے ساتھ رہو، جو خدا سے ڈرتے ہیں۔ اور یہاں متقین کے لیے لفظ صادقین فرمایا ہے یعنی وہ لوگ جن کی خلوت و جلوت ایک جیسی ہے۔ تو متقی بننے کا سب سے آسان اور بہترین نسخہ متقین کے ساتھ رہنا ہے جو تنہائی میں بھی پاک باز ہوتے ہیں اور لوگوں کے سامنے بھی پرہیز گار ہوتے ہیں۔

شفیق ومہربان نبی:(128)

پھر اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ایسا پیغمبر ہم نے تمہیں دیا ہے جو تم میں سے ہے اور افضل ہے اور جس کو تمہاری تکلیف پر تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ تمہاری دنیا اور آخرت کے بارے

میں بہت حریص اور بہت زیادہ فکر مند ہیں۔ تمہارے لیے مہربان ہیں۔

تسلی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم:(129)

سورۃ توبہ کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی ہے کہ اگر کفار اعراض کریں اور دعوت کو قبول نہ کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبر اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں۔

غم دور کرنے کا عمل:

﴿حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ﴾ صبح وشام سات مرتبہ یہ آیت پڑھ لی جائے تو اللہ تعالیٰ غموں کو ہلکا فرماتے ہیں۔

سورۃ یونس

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ میں بطور خاص حضرت یونس علیہ السلام اور ان کی قوم کا ذکر ہے اسی مناسبت سے اس کا نام سورۃ یونس ہے۔

مشرکین کے شبہ کا جواب:(2)

اس آیت میں مشرکین کے ایک شبہ کا جواب دیا جارہا ہے۔ شبہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف انسان کو نبی بنا کر کیوں بھیجا ہے، کسی فرشتے کو نبی بنا کر کیوں نہیں بھیجا؟ تو انہیں جواب دیا کہ اس پر شبہ اور تعجب نہ کریں اس لیے کہ اگر کسی فرشتے کو نبی بنا کر بھیجتے تو جو رسالت کا مقصد تھا وہ فوت ہو جاتا۔ انسان فرشتے کی بات کیسے سمجھتا؟ اس لیے زمین پر بسنے والے انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے

انسان کو نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔

توحید و قدرتِ باری تعالیٰ پر دلائل:(3)

یہاں ان موضوعات پر بات کی گئی ہے: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، آسمان و زمین کی تخلیق، سورج اور چاند کا اپنے محور اور مرکز میں مقرر وقت کے مطابق چلنا، دن اور رات کا آنا جانا۔ پوری کائنات کے نظام کا چلنا یہ ثابت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر، یکتا اور اکیلے ہیں، اللہ تعالیٰ کو کسی شریک کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے! پھر اہل ایمان اور اہل کفر کے ٹھکانوں کو بیان فرمایا۔ کفار کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ایمان والوں کا ٹھکانہ جنت ہے۔

مشرکین کے مطالبے کا جواب:(15)

جب مشرکین کو دعوت دینے کے لیے ان کے سامنے قرآن کریم کی واضح آیات تلاوت کی جاتیں تو بجائے ماننے کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کرتے کہ اس قرآن کو واپس کر کے اس کے بدلے دوسرا لے آئیں یا اس میں ترمیم کر دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جواب دیا کہ مجھے دونوں کاموں میں سے کسی کا اختیار نہیں، میں تو اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کی گئی ہے۔

مشرکین سے سوالات:(31)

مشرکین کا عقیدہ تھا کہ ساری کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے لیکن اللہ نے بہت سے اختیارات بتوں کو بھی دے رکھے ہیں جو اللہ کے شریک ہیں لہٰذا ان کو راضی رکھنے کے لیے ان کی عبادت کرنی چاہیے۔ اس آیت میں ان سے پوچھا گیا ہے کہ کون ہے جو تمہیں آسمان و زمین سے روزی دیتا ہے، کون تمہارے کانوں اور آنکھوں کا مالک ہے، کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے، کون ہے جو ہر کام کا انتظام کرتا ہے؟ تو یہ لوگ کہیں گے: اللہ، تو تم ان سے کہو کہ پھر بھی تم اللہ سے ڈرتے نہیں؟ جب ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے تو پھر عبادت کے لائق و مستحق بھی اللہ تعالیٰ ہی

ہے۔

قرآن کی صداقت کے حوالے سے چیلنج:(38)

مشرکین اعتراض کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے قرآن کو گھڑ لیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں۔ انہیں چیلنج دیا کہ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ قرآن کریم ہمارے پیغمبر اپنی طرف سے گھڑ کر لے آئے ہیں تو تم بھی اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو چاہو مدد کے لیے بلا لاؤ اور ایک سورت اس جیسی بنا کر لے آؤ اگر تم اس بات میں سچے ہو! جب ایک سورت تم سارے مل کر نہیں لا سکتے تو پھر یہ کیسے مان لیا جائے کہ یہ قرآن کریم کسی انسان نے گھڑا ہو گا!

مشرکین کے مطالبے کا جواب:(48)

گزشتہ آیات میں مشرکین کو وعیدات سنائی گئی تھیں کہ ان کو عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ اب یہاں ان مطالبے کا ذکر ہے کہ وہ عذاب کب ہو گا؟ ان کا مقصد تکذیب تھی۔ انہیں اگلی آیت میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی جواب دیا گیا کہ میں تو اپنی ذات کے لیے نفع حاصل کرنے کا اور کسی ضرر کو دفع کرنے کا اختیار بھی نہیں رکھتا تو میں دوسروں کے نفع اور نقصان کا کیسے مالک ہو سکتا ہوں؟ لہذا عذاب واقع کرنا میرے اختیار میں نہیں ہے۔

قصہ نوح علیہ السلام:(71)

پہلے مشرکین و کفار اور ان کے اعتراضات کا ذکر تھا۔ اب یہاں امم سابقہ کے حالات وواقعات کو بیان کیا جا رہا ہے یہ بتانے کے لیے کہ جھٹلانے والوں کا وہی حال ہو گا جو سابقہ امتوں کا ہوا تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو بہت طویل عرصے تک وعظ ونصیحت کی اور اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دی۔ سوائے چند ایک افراد کے قوم نے نہ مانا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے منکرین ومکذبین کو طوفان میں غرق کر دیا۔

داستانِ موسیٰ علیہ السلام و فرعون:(75)

یہاں سے لے کر کئی آیات تک حضرت موسیٰ وہارون علیہم السلام کی بعثت اور فرعون اور اس کی قوم کی بد بختی اور اس کے غرق ہونے کو بیان کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کے بدن کو محفوظ کرلیا جو قیامت تک آنے والی انسانیت کے لیے عبرت ہے کہ یہ ہے وہ شخص جس نے بادشاہ بننے کے بعد خدائی کا دعویٰ کیا تھا اور اس کا انجام دیکھو کیا ہوا ہے۔ فرعون عذاب کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے کے بعد ایمان لایا، اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ ایسی حالت کا ایمان قبول اور معتبر نہیں ہوتا۔

قصہ قومِ یونس علیہ السلام:(98)

گزشتہ آیت میں تھا کہ انسان کا ایمان اسی وقت قبول ہوتا ہے جب وہ موت سے پہلے اور عذاب الٰہی کا مشاہدہ کرنے سے پہلے ایمان لائے۔ سابقہ امتیں عذاب دیکھنے سے پہلے ایمان نہیں لائیں اسی وجہ سے عذاب کا شکار ہوئیں۔ البتہ حضرت یونس علیہ السلام کی ایک ایسی قوم تھی کہ وہ عذاب کے نازل ہونے سے تھوڑا پہلے سچی توبہ کرکے ایمان لے آئی تھی اس لیے ان کا ایمان قبول ہوا اور ان سے عذاب کو ہٹالیا گیا۔

نبی کا کام صرف تبلیغ ہے:(108)

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بات سمجھارہے ہیں کہ لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آگیا ہے، اب جو شخص ہدایت کا راستہ اپنائے گا اس کی ہدایت کا فائدہ خود اسے پہنچے گا، اور جو گمراہی اختیار کرے گا، اس کی گمراہی کا نقصان خود اسی کو پہنچے گا اور میں تمہارے کاموں کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ یعنی میرا کام دعوت و تبلیغ ہے، ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے، تمہارے بارے میں مجھ سے پوچھ نہیں ہوگی۔

پارہ نمبر:12

رازق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے:(6)

ہر جاندار انسان، جنات، چرند، پرند، جانور، بری، بحری وغیرہ کو روزی دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے بس میں نہیں۔

تخلیقِ کائنات، مقصودِ کائنات:(7)

اس آیت میں بنیادی طور پر دو باتیں ذکر کی گئی ہیں: کائنات کو مرحلہ وار کیوں تخلیق کیا گیا ہے اور کائنات کی تخلیق کا مقصد کیا ہے؟

1: اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق مرحلہ وار چھ دن میں فرمائی جب کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے ایک لمحہ میں بھی پیدا فرما سکتے تھے۔ ایک تو یہ انسان کے مزاج کے مطابق ہے اور دوسرا اس میں یہ حکمت پوشیدہ ہے کہ امور کی انجام دہی میں عجلت سے کام نہیں لینا چاہیے۔

2: کائنات کی تخلیق کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس میں غور و فکر کر کے کون سب سے زیادہ اچھے عمل کرنے والا ہے۔ سب سے زیادہ اچھے اعمال نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے ہیں معلوم ہوا کہ کائنات کی تخلیق کا اصل مقصود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔

تسلی خاتم الانبیاء:(12)

مشرکین اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمائشی معجزات مانگتے تھے جس سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دل تنگ ہوتا تھا۔ تو آپ کی تسلی کے لیے یہ آیت نازل ہوئی کہ آپ کو ان کے فرمائشی معجزوں کی وجہ سے دلی تنگی نہیں ہونی چاہیے۔ آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں۔

قرآن کریم کا چیلنج:(13)

گزشتہ آیات میں مشرکین کے فرمائشی معجزات کا ذکر تھا اب اس آیت میں ایک ایسے معجزے (قرآن کریم) کا ذکر ہے جس کا مشرکین بھی انکار نہیں کرسکتے۔ اگر ان کے مطالبے کا مقصد نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کو جاننا ہے تو وہ بذریعہ قرآن ثابت ہو چکی ہے۔ اگر مطالبے کا مقصد محض ضد ہے تو اگر اللہ تعالیٰ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر خزانہ اتار دیتے یا تصدیق کے لیے کوئی فرشتہ نازل فرمادیتے تب بھی مشرکین نے نہیں ماننا تھا کیونکہ مطالبے کا مقصد ماننا نہیں بلکہ ضد تھی۔

اللہ تعالیٰ نے منکرین کو قرآن کریم کے بارے میں تین قسم کے چیلنجز دیے ہیں: نمبر ایک اس جیسا قرآن لاؤ۔ نمبر دو اس جیسی دس سورتیں لاؤ۔ نمبر تین اس جیسی ایک سورت لاؤ۔ یہاں دس سورتوں کا چیلنج ہے۔ اگر تم باوجود فصاحت وبلاغت کے نہیں لاسکتے تو سمجھ لو کہ قرآن کریم برحق اور سچی کتاب ہے اور تمہارے الزامات، اعتراضات سب جھوٹ ہیں۔

نوٹ:

پھر آیت نمبر 25 سے لے کر سورۃ ہود کے آخر تک اللہ تعالیٰ نے سات انبیاء علیہم السلام کے واقعات کو بطورِ درس وعبرت کے ذکر فرمایا ہے:

1: داستانِ نوح علیہ السلام:(25)

حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو شب وروز 950 سال وعظ ونصیحت اور اللہ تعالیٰ کی توحید وعبادت کی طرف دعوت دیتے رہے۔ جب قوم شرک میں حد سے تجاوز کر گئی تو اللہ تعالیٰ کا حکم آگیا کہ کشتی تیار کرو۔ آپ نے کشتی تیار کرلی پھر جو کلمہ گو تھے ان کو کشتی میں سوار فرمالیا اور تمام جانوروں میں سے نر اور مادہ کو اس میں بٹھالیا۔ پھر عذاب کی شکل میں آسمان سے پانی برسا اور زمین سے بھی پانی نکلا۔ حضرت نوح علیہ

السلام نے اپنے بیٹے کنعان سے کہا کہ تو بھی آ جا۔ بیٹے نے کہا کہ میں پہاڑ پر چڑھ کر بچ جاؤں گا۔ لیکن پانی پہاڑ سے بھی اونچا ہو گیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے دعا مانگی کہ اے اللہ! یہ میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے اور آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ آپ کے ساتھ ایمان والوں اور اہل و عیال کو بچالوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام سے یہ بات فرمائی کہ اہل سے مراد وہ ہیں جو مسلمان ہیں اور یہ کافر ہے اس کا کوئی عمل قابلِ قبول ہی نہیں ہے۔ لہذا بیٹا مشرک ہونے کی بنیاد پر اسی عذاب میں غرق ہو گیا۔

2: داستانِ ہود علیہ السلام: (50)

حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم؛ قوم عاد جو بہت طاقت ور تھی؛ کو دعوت دی کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو عبادت کے لائق سمجھنا کفر ہے۔ اور فرمایا کہ سابقہ گناہوں کی معافی مانگو۔ لیکن قوم نے نہ مانا اور اپنے بتوں کی پوجاپاٹ میں لگے رہے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کے علاوہ باقی قوم پر ہوا کا طوفان بطور عذاب بھیجا جس سے گھروں کی چھتیں اور درخت اکھڑ گئے، جانور اور انسان فضا میں اڑتے اور اوندھے منہ نیچے گرتے۔ دیکھتے ہی دیکھتے پوری قوم تباہ و برباد ہو گئی۔

3: داستانِ حضرت صالح علیہ السلام: (61)

حضرت صالح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم قومِ ثمود کو اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی عبادت کی طرف دعوت دی۔ قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کی اور فرمائشی معجزہ کا مطالبہ کیا کہ اگر اس پہاڑ کی چٹان سے حاملہ اونٹنی نکل آئے تو ہم آپ کو مان لیں گے۔ ایسے ہی ہوا، اونٹنی آگئی؛ فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی ہے اسے چھوڑ دو۔ لیکن وہ باز نہ آئے اور اونٹنی کو ہلاک کر دیا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے علاوہ باقی قوم کو ایک سخت قسم کی چیخ کے ذریعہ نیست و نابود فرمادیا۔ وہ اپنے گھروں

میں ایسے اوندھے منہ پڑے رہ گئے جیسے وہ کبھی وہاں بسے ہی نہیں تھے۔

4:داستانِ حضرت ابراہیم علیہ السلام:(69)

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے دوواقعات بیان فرمائے ہیں ایک حضرت ابراہیم علیہ السلام کا، دوسرا حضرت لوط علیہ السلام کا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف انسانی شکل میں فرشتے آئے۔ آپ علیہ السلام مہمان سمجھ کر بھنا ہوا بچھڑا پیش کیا۔ انہوں نے نہ کھایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اندیشہ لاحق ہوا کہ کہیں فساد کی نیت سے نہ آئے ہوں۔ فرشتوں نے تسلی دی کہ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں۔

فرشتوں کے آنے کے دو مقاصد تھے۔ پہلا مقصد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بڑھاپے کی حالت میں بیٹے کی خوشخبری دینا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتا دیا کہ بیٹے کا نام اسحاق (علیہ السلام) ہو گا، صاحب اولاد ہوں گے اور ان کے بیٹے کا نام یعقوب (علیہ السلام) ہو گا۔

5:داستان حضرت لوط علیہ السلام:(77)

فرشتوں کے آنے کا دوسرا مقصد یہ تھا کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم سرکشی میں حد سے تجاوز کر گئی ہے اللہ تعالیٰ کے امر سے انہیں تباہ برباد کرنا ہے۔

قوم سدوم میں جو برائیاں تھیں ان میں سے ایک ہم جنس پرستی جیسی قبیح برائی تھی۔ جب فرشتے خوبصورت نوجوانوں کی شکل میں آئے تو حضرت لوط علیہ السلام اپنی قوم کے کرتوتوں کی وجہ سے غمزدہ ہوئے کہ کہیں قوم انہیں اپنی ہوس کا نشانہ نہ بنالے۔ فرشتوں نے تسلی دی کہ ہم اللہ تعالی کے بھیجے ہوئے ہیں آپ اپنی بیوی کے علاوہ باقی اہل ایمان کو لے کر رات کو ہی بستی سے نکل جائیں۔ پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھنا۔ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے پوری بستی کو اوپر لے جا کر الٹا پٹخ دیا اوراوپر

سے ان پر پکی مٹی کے تہہ بہ تہہ پتھر برسائے۔

6:داستان حضرت شعیب علیہ السلام:(84)

یہاں سے لے کر رکوع کے آخر تک قوم شعیب علیہ السلام کے واقعہ کو تفصیل سے بیان کیا جارہاہے۔ یہ قوم مدین میں آباد تھی اور بہت خوشحال تھی۔ ان میں ایک برائی ناپ تول میں کمی کرنا تھی۔ جب دیتے تو کم دیتے، لیتے تو زیادہ لیتے تھے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں سمجھانے اور اصلاح کرنے کی بہت کوشش کی مگر انہوں نے نہ مانا۔ بالآخر حضرت شعیب علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کے علاوہ باقی قوم کو ایک سخت قسم کی چیخ کے ذریعہ نیست ونابود فرمادیا۔ وہ اپنے گھروں میں ایسے اوندھے منہ پڑے رہ گئے جیسے کبھی وہاں وہ بسے ہی نہیں تھے۔

7:داستان حضرت موسیٰ علیہ السلام:(110)

یہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کا بیان ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو دعوت دی لیکن وہ نہ مانا۔ قیامت کے دن وہ اپنی قوم کے آگے آگے ہوگا۔ قوم سمیت جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

قیامت کی ہولناکی:(105)

قیامت کے دن ہیبت کی وجہ سے لوگوں کی یہ حالت ہوگی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر بات نہیں کرسکیں گے۔ ہاں البتہ جس کو اللہ تعالیٰ اجازت دیں۔ لوگوں میں بعض شقی (بدبخت، کافر) ہوں گے اور بعض سعید (خوش بخت، مؤمن) ہوں گے۔ شقی ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور سعید ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔

اقامت صلوٰۃ کا حکم:(114)

اس آیت میں تین چیزیں بیان کی گئی ہیں:

- اقامت صلوۃ کا حکم: یعنی نماز پوری پابندی، دوام اور اس کے تمام آداب کا خیال رکھتے ہوئے ادا کرنا۔
- اوقات صلوۃ یعنی اس مقام پر چار نمازوں (فجر، عصر، مغرب اور عشاء) کے اوقات کو بیان کیا گیا ہے۔ جبکہ نماز ظہر کا ذکر دوسری آیت﴿ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ ﴿۷۸﴾﴾ میں موجود ہے۔
- نماز ادا کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ یہ انسان کے صغیرہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔

سابقہ انبیاء علیہم السلام کے قصص بیان کرنے کی حکمت:(120)

سورۃ ہود میں مختلف مقامات پر سات انبیاء علیہم السلام کے قصص اور ان کی اقوام کے واقعات کو بیان کیا گیا ہے۔ اب یہاں سورۃ کے آخر میں ان قصص کی حکمتوں کو بیان کیا جا رہا ہے کہ سابقہ انبیاء علیہم السلام کے واقعات بیان کرنے سے مقصود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینا اور آپ کے دل کو مضبوط کرنا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے بھی اس میں نصیحت و موعظت اور عبرت ہے۔

سورۃ یوسف

وجہ تسمیہ:

اس پوری سورۃ میں حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ اسی مناسبت سے آپ کے نام پر اس سورۃ کا نام سورۃ یوسف رکھا گیا ہے۔

یہودیوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ بنو اسرائیل فلسطین سے مصر جا کر کیسے آباد ہوئے؟ یہودیوں کا مقصدِ سوال یہ تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس اس کا جواب نہیں ہو گا تو ان کی تکذیب کرنا ہمارے لیے آسان ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں یہ پوری سورۃ نازل فرما دی۔

چند ایک مشترکات:

1: یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے آپ سے حسد کرکے تکلیفیں پہنچائیں بالآخر غلبہ یوسف علیہ السلام کو حاصل ہوا۔

2: اسی طرح قریش مکہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں بالآخر فتح مکہ کی صورت میں غلبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا۔

3: یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو معاف کرتے ہوئے انتقام نہیں لیا۔ اسی طرح نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فتح مکہ کے موقع پر قریش کو معاف فرمادیا۔

بہترین قصہ یعنی احسن القصص:(3)

یوسف علیہ السلام کا قصہ بہت اچھے انداز میں بیان ہوا ہے۔ کیوں کہ باقی انبیاء علیہم السلام کا قصہ پورے قرآن میں یکجا بیان نہیں ہوا کہیں تھوڑا سا کہیں پھر تھوڑا سا، تو جتنی ضرورت ہوئی اتنا بیان کر دیا لیکن حضرت یوسف علیہ السلام کا پورا قصہ اللہ نے بالترتیب ایک جگہ بیان کیا ہے اسی وجہ سے اسے احسن القصص سے تعبیر فرمایا ہے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں عبرتیں، نصیحتیں، سیرت وسوانح، زہد وتقوی، حکومت کے رموز، دین اور معاشی خوش حالی کی تدبیریں وغیرہ؛ سب کو بڑی جامعیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

یوسف علیہ السلام کا خواب:(4)

حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ ابا جی! میں نے خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے، ایک سورج اور ایک چاند مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نبی ہونے کی وجہ سے خواب کی تعبیر سمجھ گئے کہ اس کے گیارہ بھائی، والد اور والدہ کسی وقت ان کے مطیع اور فرمانبردار ہو جائیں گے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی پہلی بیوی

سے دس بیٹے تھے۔ دوسری بیوی سے دو (یوسف علیہ السلام اور بنیامین) تھے۔

یعقوب علیہ السلام کی تدبیر:(5)

حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنا خواب اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا۔ ممکن ہے کہ وہ سوتیلے بھائی ہونے کی وجہ سے حسد کرنے لگیں۔

برادران یوسف کا حسد:(8)

حضرت یوسف علیہ السلام کے والد گرامی ان سے غیر معمولی محبت کرتے تھے۔ یا تو اسی وجہ سے انہوں نے حسد کیا یا پھر انہیں کسی طریقے سے خواب معلوم ہو گیا تو حسد کرنے لگے۔ وہ کہنے لگے کہ ہم عمر، طاقت اور تعداد میں بھی زیادہ ہیں والد گرامی کی مدد تو ہم کر سکتے ہیں اس لیے ہم سے زیادہ محبت ہونی چاہیے۔

یوسف علیہ السلام کے قتل منصوبہ:(9)

یہاں سے لے کر آیت نمبر 21 تک کا خلاصہ:

برادران نے مشورہ کیا کہ اسے قتل کر دیں یا پھر کسی کنویں میں ڈال دیں۔ یہوداجو ان کا بڑا بھائی تھا اس نے کہا قتل نہ کریں بلکہ کسی کنویں میں ڈال دیں۔ والد سے کہا ہم سیر و تفریح کے لیے جانا چاہتے ہیں ہماری خواہش ہے کہ یوسف (علیہ السلام) کو بھی ہمارے ساتھ بھیج دیجیے۔ لے جا کر کسی کنویں میں ڈال دیا۔ عشاء کے وقت والد کے پاس روتے ہوئے آئے اور ان کے کرتے کو خون لگا دیا کہ ہمارے بھائی کو بھیڑیے نے کھالیا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اصل حقیقت سمجھ گئے۔

اب وہاں سے قافلہ گزرا انہوں نے پانی نکالنے کے لیے ڈول ڈالا تو ڈول میں سے یوسف علیہ السلام نکل آئے۔ بھائی قریب تھے آ گئے کہنے لگے کہ یہ ہمارا بھگوڑا غلام ہے ہم اسے بیچنا چاہتے ہیں۔ چالیس یا بیس درہم میں فروخت کر دیا۔ قافلے والے لے کر مصر آ گئے، وہاں عزیز مصر نے خرید لیا۔ عزیز مصر نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس کا

بہت خیال کرنا یہ بڑی صفات والا ہے۔

آزمائش میں کامیابی:(22)

یہاں سے لے کر آیت نمبر 29 تک کا خلاصہ:

عزیز مصر کے گھر میں پلے، بڑھے اور جوان ہوئے تو عزیز مصر کی بیوی زلیخا آپ پر فریفتہ ہو گئی۔ جب جذبات پر قابو نہ رہا تو حضرت یوسف علیہ السلام کی قربت حاصل کرنے کے لیے اندر سے دروازے بند کر کے تالے لگا دیے۔ گناہ کے تمام اسباب موجود تھے مثلاً خود عورت کی طرف سے خواہش کرنا، کسی غیر کے آنے جانے کے سب راستے بند، جوانی و قوت کا زمانہ وغیرہ مگر اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو اس سے مکمل طور پر محفوظ رکھا۔

یوسف علیہ السلام بچنے کے لیے وہاں سے بھاگے، زلیخا پکڑنے کے لیے پیچھے دوڑی، کرتہ پکڑ کر ان کو باہر جانے سے روکنا چاہا جس سے کرتہ پھٹ گیا۔ باہر عزیز مصر موجود تھے۔ زلیخا نے فوراً الزام لگا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی ظاہر کرنے کے لیے ایک شیر خوار بچے کو شہادت دینے کے لیے قوت گویائی عطا فرمائی۔ گواہی سے ثابت ہوا کہ زلیخا قصور وار ہے۔ عزیز مصر کو یقین ہو گیا کہ زلیخا قصوروار ہے اور اس سے کہا کہ اس گناہ کی معافی مانگو۔ یوسف علیہ السلام سے کہا کہ اے یوسف! در گزر کرو۔

زنانِ مصر کا طعنہ اور زلیخا کی تدبیر:(30)

شہر کی عورتیں باتیں کرنے لگیں کہ زلیخا اپنے غلام پر فریفتہ ہو گئی ہے۔ زلیخا نے ان سب عورتوں کی دعوت کی دستر خوان پر تیز چھریاں اور پھل رکھ دیے۔ یوسف علیہ السلام کو باہر آنے کے لیے کہا جب عورتوں نے دیکھا تو ان کے حسن و جمال میں ایسی محو ہوئیں کہ بے خیالی میں پھل کاٹنے کے بجائے اپنی انگلیاں کاٹ بیٹھیں اور

کہنے لگیں کہ یہ انسان نہیں بلکہ فرشتہ ہے۔ زلیخا نے ان عورتوں سے کہا اس محبت پر تم مجھے طعنہ دیتی تھیں، اب پتہ چلا؟

یوسف علیہ السلام کی دعا:(33)

حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا کی کہ یارب! یہ عورتیں مجھے جس کام کی دعوت دے رہی ہیں اس کے مقابلے میں جیل مجھے زیادہ پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کی، ان کی چالوں سے حفاظت فرمائی اور آپ علیہ السلام کو جیل میں بھیج دیا گیا۔

دو قیدیوں کا خواب:(36)

حضرت یوسف علیہ السلام کی قید کے زمانے میں دو مزید قیدی بادشاہ کو کھانے میں زہر دینے کے الزام میں جیل میں آ گئے۔ انہوں نے خواب دیکھا۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں بادشاہ کو انگور نچوڑ کر شراب پلا رہا ہوں۔ دوسرے نے کہا کہ میرے سر پر روٹیوں کا ٹوکرا ہے پرندے نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں۔ یوسف علیہ السلام سے تعبیر پوچھی۔ آپ نے فرمایا کہ کچھ دیر میں بتاتا ہوں۔ پہلے انہیں توحید کی دعوت دی پھر پیغمبرانہ شفقت کی وجہ سے بغیر تعیین کے تعبیر بتائی کہ تم میں سے ایک نجات پائے گا اور بادشاہ کو شراب پلائے گا دوسرے کو پھانسی ہو گی۔ کچھ دن بعد تحقیقات مکمل ہونے پر فیصلہ ہو گیا کہ ساقی بے گناہ ہے اور باورچی قصوروار ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ساقی سے کہا کہ بادشاہ سے کہہ دینا ایک بے قصور قیدی جیل میں ہے۔ ساقی کو شیطان نے بھلا دیا۔ یوسف علیہ السلام کئی سال تک جیل میں رہے۔

بادشاہ کا خواب:(43)

بادشاہ نے خواب دیکھا کہ سات موٹی تازی گائے ہیں جنہیں سات دبلی پتلی گائے کھا رہی ہیں، نیز سات خوشے ہرے بھرے ہیں اور سات مزید خوشے ہیں جو سوکھے ہوئے ہیں۔ ارکان سلطنت سے اس کی تعبیر پوچھی تو انہوں نے کہا کہ یہ الجھے

ہوئے اور پریشان خیالات ہیں اور ہم خوابوں کی تعبیر سے واقف بھی نہیں۔ اس ساقی کو یوسف علیہ السلام یاد آ گئے، اس نے کہا بادشاہ سلامت! جیل میں ایک آدمی ہے جو سچا ہے اور تعبیر بھی درست بتاتا ہے۔ یوسف علیہ السلام نے تعبیر بتادی کہ سات سال کھیتی باڑی کر کے اناج محفوظ کرو، ان کے بعد سات سال سخت قحط سالی کے آئیں گے۔ قحط سالی کے ان سات سالوں کے بعد پھر بارشیں ہوں گی اور دوبارہ ہریالی اور فصلیں ہوں گی۔ بادشاہ بہت خوش ہوا کہ یہ میرے خواب کی صحیح تعبیر ہے۔

یوسف علیہ السلام کی رہائی:(50)

بادشاہ نے کہا اسے بلاؤ، یہ عام آدمی نہیں بلکہ بہت ہی عظیم شخص ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں بعد میں آؤں گا بادشاہ سے کہو کہ پہلے ان عورتوں کے معاملات کی تحقیق کریں جنہوں نے اپنی انگلیاں کاٹ ڈالی تھیں۔ بادشاہ نے ان سب عورتوں کو بلا کر پوچھا تو انہوں نے یوسف علیہ السلام کی بے گناہی کی واضح الفاظ میں گواہی دی۔ اور زلیخا نے بھی اقرار کیا کہ اصل غلطی میری تھی، یوسف علیہ السلام سچے ہیں۔ اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ کے پاس رہنے لگے۔